eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210

محمد محسن
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، لاہور لیڈز یونیورسٹی، لاہور

Dr. Muhammad Mohsan
Email: sahilsulehry@gmail.com
Assistant Professor, Department of Urdu, Lahore Leads University, Lahore

اقبال اور ان کے ہم عصر نظم نگاروں کے موضوعاتی اشتراکات

THEMATIC SIMILARITIES BETWEEN IQBAL AND HIS CONTEMPORARY POETS

DOI: https://doi.org/10.56276/tasdiq.v4i02.110

ABSTRACT

Iqbal was a great poet of modern Urdu poetry and his contemporary poets directly accepted his influence. Iqbal's poems were published in Sir Abdul Qadir's magazine "Makhzn", so he gained fame very quickly. His contemporary poets started imitating his themes and styles when he became famous. In the beginning, Iqbal made the phenomena of nature the subject of his poems. His contemporary poets have also presented the beauty of nature in their poetry. Soon Iqbal changed his direction of thought and awakened the consciousness of the nation. When Iqbal started patriotic, national, and reformist poetry, themes of national nature flourished in his contemporaries' poems. The poetry of Iqbal's era is intellectually homogenous and common. The main reason is that Iqbal and his contemporaries share many revolutionary ideas and national thoughts. In the poems of Iqbal and his contemporaries, dreams are found for the country's bright future. In their poetry, the description of the homeland, India's greatness, and the scenes of nature are reflected. Iqbal and his contemporary poets have made naturalism, nostalgia, patriotism, and children's literature the same subject. They have the same reform, moral, political, and social consciousness. Iqbal and his contemporary poets were patriotic. They revealed the hidden secrets of the universe and nature. In the poetry of Iqbal and his contemporary poets, the element of message and preaching is prominent. There is a lot of similarity in their imagination and thoughts.

KEYWORDS
Iqbal, Contemporary Poets, Thematic Similarities, Revolutionary Ideas, National Ideologies, Nature Painting, Pastoralism, Patriotism, Moral, Consciousness, Message, Preaching

Received: 19-Oct-22
Accepted: 20-Dec-22
Online: 30-Dec-22

اقبال جدید اردو نظم کے ایک بڑے شاعر تھے ان کے معاصرین نے براہ راست ان کے اثرات قبول کیے۔ اقبال کی نظمیں سر عبدالقادر کے رسالہ "مخزن" میں شایع ہوتی رہیں اس لیے ان کو بہت جلد شہرت مل گئی۔ اقبال کو جب شہرت ملی تو ان کے معاصر نظم نگاروں نے ان کے موضوعات اور اسلوب کی تقلید شروع کر دی۔ آغاز میں اقبال نے مظاہر فطرت کو اپنی نظموں کا موضوع بنایا۔ ان کے معاصر نظم نگاروں نے بھی فطرت کی خوب صورتی کو اپنی شاعری میں پیش کیا ہے۔ جلد ہی اقبال نے اپنی فکر کا دھارا بدلا اور قوم کے شعور کر بیدار کیا۔

اقبال ایک فلسفی شاعر تھے وہ انقلابی اور سیاسی فکر رکھتے تھے ان کی شاعری کا بیش تر حصہ قومی اور ملّی موضوعات کا حامل ہے۔ اقبال کے عہد میں ہونے والی شاعری فکری اعتبار سے یکسانیت اور اشتراکات کی حامل ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ اقبال اور ان کے معاصرین میں انقلاب آفریں خیالات، قومی و ملّی نظریات بے حد ملتے ہیں۔ اقبال کے معاصرین میں میر غلام بھیک نیرنگ بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ ان کی شاعری اقبال کی شاعری سے متعدد پہلوؤں سے فکری اشتراکات رکھتی ہے۔ نیرنگ کی نظم "دردِ پنہاں" اقبال کی نظم "تصویرِ درد" جیسی ہے۔ ان دونوں نظموں میں قومی تشخص اور احساس کا رنگ ایک جیسا ہے۔ اقبال کی نظم کا نمونہ دیکھیے:

نہیں منت کشِ تابِ شنیدن داستاں میری
خموشی گفتگو ہے ، بے زبانی زباں میری
یہ دستورِ زباں بندی ہے کیسا تیری محفل میں
یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری(۱)

نیرنگ کی فکر اقبال سے زیادہ ملتی ہے ان کی نظم کا اسلوب، موضوع اور تشبیہات کا مزاج بھی ایک جیسا ہے۔ نیرنگ کی نظم ملاحظہ ہو:

ہم نشیں مجھ سے نہ سن دردِ دروں کا ماجرا
پھر نہ کہنا تو نے محفل کو مکدر کردیا
تجھ کو یارائے شنیدن مجھ کو تاب گفتگو
جب تلک دونوں نہ ہوں بے سود عرض مدعا
سازِ غم ہوں مجھ سے نکلیں گی صدائے درد کی
دل میں جو کچھ ہے وہی آخر زباں پر آئے گا(۲)

نیرنگ کی دیگر نظمیں "صدائے اسلام"، "پیغام عمل"، "آہنگ عمل"، "نوائے انقلاب" اور "شرطِ زندگی" فکری اعتبار سے

اقبال کی متعدد نظموں سے مماثلت رکھتی ہیں۔ نیرنگ کی شاعری بھی قوم کا نوحہ بنی وہ قوم کے غم میں اضطرابی کیفیت سے دوچار نظر آتے ہیں۔ ان کی تراکیب، بندشیں اور تشبیہات اقبال کی طرح سے ہیں۔ نیرنگ کی نظم "صدائے اسلام" اور اقبال کی نظم "طلوعِ اسلام" موضوعاتی حوالے سے ایک سی ہیں۔ ہیئتی اعتبار سے بھی دونوں نظمیں ترکیب بند ہیں۔ ان دونوں نظموں کے اسلوب اور فکر میں مماثلت پائی جاتی ہے۔ "طلوعِ اسلام" میں اقبال امید کے گیت الاپ رہے ہیں۔ ان کی لَے میں ترنگ اور انداز میں مستی ہے۔ اسی طرح نیرنگ کے ترانوں میں تازگی، بے پناہ دلکشی اور کیف و سرور ملتا ہے۔ اقبال کی نظم "خطاب بہ جوانانِ اسلام" نیرنگ کی نظم "شرطِ زندگی" سے مماثلت رکھتی ہے۔ اقبال کی نظم کا رنگ دیکھیے:

کبھی اے نوجواں مسلم ! تدبر بھی کیا تو نے
وہ کیا گردوں تھا تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا
تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوشِ محبت میں
کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاجِ سرِدارا
گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریّا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا(۳)

نیرنگ کی نظم "شرطِ زندگی" ملاحظہ کیجیے:

تجھ کو اے مسلم ہے اپنے حال کا کچھ بھی پتا
کس طرف جانا تھا تجھ کو اور کدھر ہے جا رہا
کون سی دولت کا تو وارث تھا اور وہ کیا ہوئی
کس نے لوٹا کارواں کو تیرے اور کیا کیا لٹا
آہ اے مسلم ! تری غفلت کو کیا کیا روئیے
کیسی تیری ابتدا تھی ، کیا ہے تیری انتہا(۴)

ظفر علی خاں، صحافی، مدیر اور شاعر تھے ان کا شمار بھی اقبال کے اہم معاصرین میں ہوتا ہے۔ ظفر علی خاں کی متعدد نظمیں اقبال کی نظموں سے مماثلت رکھتی ہیں ان دو شعرا کے فکری دھارے آپس میں ملتے ہیں۔ ظفر علی خاں، اقبال سے کافی ذہنی ہم آہنگی رکھتے تھے اس لیے ان کی شاعری میں اقبال کے شعری موضوعات پائے جاتے ہیں۔ ان کی نظر بھی قوم کے مستقبل پر تھی انھوں نے تہذیبی اقدار کو بہت زیادہ موضوعِ سخن بنایا ہے۔ حبِ وطن، حبِ قوم اور فطرت نگاری ان کی نظموں کا عام موضوع ہے۔ اقبال کے یہاں بھی اس طرح کے موضوعات کثرت سے ملتے ہیں۔ ظفر علی خاں نے بھی اقبال کی طرح شاعری سے بیداری کا کام لیا۔ انھوں نے بھی مسلمانوں پر

طنز و مزاح کے نشتر چلائے۔ سیاست کے میدان میں ظفر علی خاں پیش پیش تھے۔ سیاست، اخلاقیات، تاریخ اور معاشرت پر ان کی اچھی نظمیں ہیں۔ مولانا ظفر علی خاں کے بارے میں عبد القادر سروری لکھتے ہیں:

"مولانا ظفر علی خاں کی شاعری ان کی سیاسی کشمکش کی تاریخ ہے۔ سیاست شاعری کے لیے بہت زیادہ دلکش موضوع تو نہیں لیکن مولانا کے انداز بیان نے اسے دلکش بنا دیا ہے۔ سیاست ان کی زندگی کا لاینفک جزو ہے اور شاعری ان کے لیے ایک ذریعہ اور حربہ"(۵)

اقبال نے انگریزی نظموں کے ترجمے کر کے نظمیں لکھی ہیں ان میں "ایک گائے اور بکری"، جین ٹیلر کی نظم "گائے اور گدھا" سے ماخوذ ہے۔ "ایک مکڑا اور مکھی" میری ہووٹ کی نظم "The spider and the Fly" کا ترجمہ ہے۔ "ایک پہاڑ اور گلہری" ایمرسن کی نظم سے ماخوذ ہے۔ ظفر علی خاں نے اقبال کی نظم کی طرح کی ایک نظم "پھولوں کے تار بلبل کے نام" لکھی ہے۔ اس نظم پر اقبال کی نظم "پھول" کے اثرات ملتے ہیں۔ اقبال کی نظم "تہذیب حاضر" تاریخی و سیاسی تناظر میں ہے اس سے مماثلت رکھتی ہوئی ظفر علی خاں کی نظم "ایک بیرسٹر کی آپ بیتی" ہے۔ اقبال کی نظم دیکھیے:

حرارت ہے بلا کی بادۂ تہذیبِ حاضر میں
بھڑک اٹھا بھبوکا بن کے مسلم کا تن خاکی(۶)

اب ظفر علی خاں کی نظم ملاحظہ کیجیے:

لٹائی خوب ہی باوا کی دولت ہم نے لندن میں
گیا تھا چھوڑ تنہا باغباں گلچیں کو گلشن میں
خریدارِ متاع جلوہ تھا یاں حسن بے پردہ
بھرے تھے پھول رنگا رنگ بیباکی کے دامن میں (۷)

دونوں شعرا کو قوم کے نوجوانوں کی اصلاح مقصود ہے۔ ان دونوں نظموں میں مغربی تہذیب کی خامیاں اجاگر کی گئی ہیں اور اس مقابل مشرقی تہذیب کی خوبیاں بیان کی گئی ہیں۔ ان دو شعرا نے مغرب کی بے حیا تہذیب کا نقشہ کھینچا ہے اور مشرق میں پردہ کی اہمیت بیان کی ہے۔ اقبال نے نظم "بلال" میں سکندر، رومی، پورس، دارا، بلال جیسی تلمیحات استعمال کی ہیں جب کہ ظفر علی خاں نے اپنی نظم "آزادی" میں عمرو العاص، قیصر و پاپا، قطبی، فاروق اعظم جیسی تلمیحات کا استعمال کیا ہے۔ اقبال اور ظفر علی خاں کی نظموں میں سیاسی، تاریخی اور سماجی پس منظر ایک جیسا ہے۔ ان کی نظمیں مذہبی اور اصلاحی رنگ لیے ہوئے ہیں اور ان میں تاریخی اداروں کا ذکر ملتا ہے۔ ظفر علی خاں کی شاعری کی خصوصیات اور ان کے دیگر شعرا سے اشتراک کے بارے میں ڈاکٹر سید عبد اللہ رقم طراز ہیں:

"ظفر علی خاں کی شاعری میں بیک وقت کئی رنگ یا کئی ذائقے ملتے ہیں۔ ان کے کلام میں یک رنگی اور یکسانیت کی اداسی اور

اکتاہٹ موجود نہیں۔ اس میں کہیں شبلی کا رنگ ہے جو ان کی تاریخی اور سیاسی نظموں میں ظاہر ہوا ہے۔ کہیں اکبر کا ڈھنگ ہے جو ان کی طنزیات و مضحکات میں نظر آتا ہے۔ کہیں وہ چکبست کی نرم سیاسی نظم گوئی کو اپنے تیز و تند لہجوں میں بدل دیتے ہیں اور پھر کہیں اقبال کی رجزیہ نظموں کی اپنے خاص انداز میں پیروی کرتے ہیں۔(۸)

ظفر علی خاں کی نظموں میں تلمیحات اور سیاسی رجحان اقبال سا ہے۔ اقبال نے تراکیب سے تصویر کشی کی ہے جب کہ ظفر علی خاں نے بھی تراکیب استعمال کی ہیں۔ پنڈت برج نرائن چکبست بھی اقبال کے اہم ہم عصر شعرا میں شمار ہوتے تھے۔ ان کی شاعری میں تاریخی واقعات اور جذبہ حب الوطنی اقبال جیسا ہے۔ ان کی نظم "حب قومی" اور اقبال کی نظم "ترانۂ ہندی" میں موضوعاتی اعتبار سے اشتراک پایا جاتا ہے۔ اقبال اور چکبست کی یہ نظمیں خالصتاً قومی جذبے سے سرشار ہو کر لکھی گئی ہیں۔ ان کی تراکیب، اضافتیں اور اسلوب ایک جیسا ہے۔ وطن سے عشق کا جذبہ، سیاسی آزادی اور حصول آزادی کا مجموعی تاثر ان کی نظموں میں ملتا ہے۔ چکبست کی نظم "وطن کا راگ" اور اقبال کی نظم "وطنیت" میں اشتراکات دیکھے جاسکتے ہیں۔ ان دونوں نظموں میں قوم و وطن سے محبت کا جذبہ دکھائی دیتا ہے۔ اقبال کی نظم دیکھیے:

اس دور میں مے اور ہے ، جام اور ہے جم اور
ساقی نے بنا کی روشِ لطف و ستم اور
مسلم نے بھی تعمیر کیا اپنا حرم اور
تہذیب کے آزر نے ترشوائے صنم اور
اِن تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیرہن اس کا ہے ، وہ مذہب کا کفن ہے(۹)

چکبست کی نظم کا نمونہ دیکھیے:

وطن پرست شہیدوں کی خاک لائیں گے
ہم اپنی آنکھ کا سرمہ اسے بنائیں گے
غریب ماں کے لیے درد دکھ اٹھائیں گے
یہی پیام وفا قوم کو سنائیں گے(۱۰)

اقبال کے یورپ جانے سے پہلے کی نظمیں جذبہ حب الوطنی سے زیادہ سرشار ہیں چکبست نے بھی انھی موضوعات کو اپنی شاعری کا حصہ بنایا ہے۔ چکبست کی نظم "ابر" کا موضوع بھی ایک جیسا ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ اقبال کی فکر لامحدود ہے جب کہ چکبست کی فکر صرف ہندستان تک محدود رہتی ہے۔ چکبست کی نظموں میں ہندوستان کی بازگشت ملتی ہے جب کہ اقبال کی نظمیں ہندستان کے علاوہ

اقوام عالم کا تاثر بھی قائم کرتی ہیں۔ اقبال کی شاعری آفاقی ہے، ہندوستان کی سرحدوں سے کہیں باہر بھی اپنا اثر رکھتی ہے۔ چکبست اور اقبال کی شاعری کے بارے میں عبدالشکور لکھتے ہیں:

"چکبست کے کلام میں متانت اور پختگی بندش کے علاوہ استادانہ رنگ کی جھلک موجود ہے۔ قومی درد ان کے اشعار کی نمایاں خصوصیت ہے اور کیا اس سے انکار ہو سکتا ہے کہ ہندستان کو اس وقت ایسے ہی شعرا کی ضرورت ہے۔ گل و بلبل کے افسانے، زلف و چوٹی کے قہقہے ہم ضرورت سے زیادہ عرصے تک دہرا چکے ہیں اور اب تک ہم نے شاعری سے قوی کام بہت کم لیا ہے۔ ضرورت ہے کہ اب شاعری کا رنگ بدلے اور پبلک کے دلوں کو گرمایا جائے۔ چکبست اور اقبال اس وادی کے امام ہیں لیکن جس قدر زمانہ گزرتا جاتا ہے اقبال کے کلام میں فلسفہ غالب ہوتا جاتا ہے۔"(۱۱)

اقبال کی نظم "سرمایہ و محنت" اور چکبست کی نظم "مرقع عبرت" ایک جیسی ہیں۔ ان میں مغربی تہذیب اور سرمایہ دارانہ نظام کے ہاتھوں قوم کی تباہی و بربادی کا ذکر ملتا ہے۔ ان نظموں میں قومی، کلیسا، نسل اور تہذیب جیسی اصطلاحات استعمال ہوتی ہیں۔ اقبال نے جب مغرب پر تنقید کی تو اس کے اثرات ہندوستان کے دوسرے شعرا پر بھی مرتب ہوئے۔ اس کے زیر اثر چکبست نے "مرقع عبرت" جیسی نظم لکھی۔ چکبست نے اپنی نظم میں مذہب یا فرقہ کے لیے نہیں بل کہ وطن میں رہنے والے ہر شخص کے لیے لکھا ہے۔ انھوں نے قوم کی اخلاقی پستی، نفس پرستی اور تنزلی کو بیان کیا ہے۔ سرور جہاں آبادی کی نظم "مزار دوست" اقبال کی نظم "خفتگان خاک سے استفسار" سے متاثر نظر آتی ہے۔ ان کی نظم "دعائے سرور" اقبال کی نظم "التجائے مسافر" جیسی ہے۔ اقبال اور دیگر معاصرین کی طرح ان کی نظموں میں بھی حب الوطنی کا جذبہ ملتا ہے۔ ان کی نظموں کے عنوانات ہی وطن کی محبت سے سرشار ہیں۔ "خاکِ وطن"، "عروس حب وطن"، "حسرت وطن" اور "یاد وطن" جیسی نظمیں سرور کے جذبہ حب الوطنی کا عمدہ اظہار ہیں۔ اقبال نے "ایک گائے اور بکری"، "ایک پہاڑ اور گلہری" اور "شمع اور شاعر" میں جس طرح مکالماتی انداز اختیار کیا ہے اسی طرح سرور نے اپنی نظم "بچہ اور ہلال" میں مکالماتی انداز اختیار کیا ہے۔ سرور کی شاعری میں ہندوستان کے حسین مناظر اور تہذیب و تمدن کی عکاسی کی گئی ہے۔ ان کی نظمیں گنگا جی، جمنا جی، رامائن اور، مہابھارت" حب وطن کے موضوع پر ہیں۔ سرور کی نظم "بیر بہوٹی" اور اقبال کی نظم "جگنو" کے خیالات اور اسلوب ایک جیسا ہے۔ اقبال کی "جگنو" دیکھیے:

جگنو کی روشنی ہے کاشانۂ چمن میں
یا شمع جل رہی ہے پھولوں کی انجمن میں
آیا ہے آسماں سے اڑ کر کوئی ستارہ
یا جان پڑ گئی ہے مہتاب کی کرن میں(۱۲)

سرور کی نظم "بیر بہوٹی" ملاحظہ کیجیے:

ہے عجب انداز تیرے حسن بے انداز کا
سرخ ڈورا ہے کسی چشم فسوں پرواز کا
قطرۂ مضطر ہے خون کشتگان ناز کا
قلب خونِ کشتہ ہے مژگاں پر کسی جانباز کا
یا شفق کا کوئی ٹکڑا ہے زمیں پر جلوہ گر
جام زریں میں ہے صہبائی احمر جلوہ گر(۱۳)

تلوک چند محروم بھی اقبال کے اہم معاصرین میں سے تھے اقبال کی طرح ان کی نظمیں بھی اصلاحی، اخلاقی اور مظاہر فطرت کے موضوعات کی حامل ہیں۔ اقبال جیسا اسلوب، ہیئتیں، تلمیحات، تراکیب اور تشبیہات واستعارات کا نظام محروم کی اقبال سے ذہنی ہم آہنگی کا ثبوت ہے۔"کنار راوی"، "مرزا غالب"، "ہلال عید"، "صبح کا ستارہ"، "نوید صبح"، "نالۂ فراق"، "طفل شیر خوار" اقبال کی نظموں کے عنوانات ہیں جب کہ محروم کی نظموں کے عنوانات بچہ، فریاد یتیم، ہلال عید، صبح کے ستارے، مرزا غالب اور کنار راوی بھی محروم کے یہاں ملتے ہیں۔ اقبال اور محروم کے یہاں کئی موضوعات اور عنوانات من وعن ایک جیسے ملتے ہیں۔ محروم اقبال کو بے حد پسند کرتے تھے اور اکثر اپنے بیٹے جگن ناتھ آزاد سے فرمائش کرتے کہ مجھے اقبال کی نظمیں سناؤ، اقبال کی نظم "کنار راوی" ملاحظہ کیجیے:

سکوتِ شام میں محوِ سرود ہے راوی
نہ پوچھ مجھ سے جو ہے کیفیت مرے دل کی(۱۴)

محروم کی نظم "کنارِ راوی" دیکھیے:

غم دل آفت سماوی ہے
زندگی موت کے مساوی ہے
زخم پنہاں جگر پہ حاوی ہے
اشک ریزی جگر تراوی ہے
شام غم ہے، کنارِ راوی ہے
میں ہوں اور میری سینہ کاوی ہے(۱۵)

اقبال اور محروم کے یہاں منظر نگاری اور فطرت نگاری ایک جیسی ہے۔ اقبال کی طرح محروم نے تراکیب اضافی اور مرکب عطف کا استعمال کیا ہے۔ یوں ان دو شعرا میں صنائع بدائع، تلمیحات اور تراکیب میں مماثلت پائی جاتی ہے۔ اقبال کی نظم "طفلِ شیر خوار" اور محروم کی نظم "بچہ" میں ایک جیسا تاثر نظر آتا ہے۔ ان دونوں نظموں میں موضوع، تراکیب اور علامات ایک سی ہیں۔ اقبال نے مشرق

اور مغربی علوم سے استفادہ کیا تھا۔ اقبال کے بعد یہ عنصر ان کے معاصرین میں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ اقبال کی نظم "غرۂ شوال یا ہلال عید" اور محروم کی نظم "ہلال عید" میں خیالات اور افکار کے حوالے سے مماثلت پائی جاتی ہے۔ اقبال کی نظم دیکھیے:

غرۂ شوال ! اے نورِ نگاہِ روزہ دار
آ کہ تھے تیرے لیے مسلم سراپا انتظار
تیری پیشانی پہ تحریرِ پیامِ عید ہے
شام تیری کیا ہے ، صبحِ عیش کی تمہید ہے(۱۶)

محروم کی نظم دیکھیے:

دیکھو دیکھو وہ میں نے دیکھ لیا
قلعۂ کوہ سے ذرا اونچا
چھپ گیا چھپ گیا کہیں دیکھو
پھر نظر آئے گا وہیں دیکھو
وہ جو ہے سامنے شجر دیکھو
اس سے اوپر اٹھا نظر دیکھو
اے لو اے لو وہیں نظر آیا
مژدہ اے شائقیں نظر آیا(۱۷)

اقبال کی طرح محروم نے بھی اچھی محاکات نگاری کی ہے۔ انھوں نے عید کے چاند کی خوشی پر عمدہ منظر نگاری کی ہے۔ اقبال کے معاصرین میں مسلم شعرا کے علاوہ متعدد ہندو شعرا بھی اقبال سے موضوعاتی اشتراکات رکھتے تھے۔ پنڈت برج موہن دتاتریا کیفی کی شاعری اور اقبال کی شاعری میں موضوعاتی اشتراکات نمایاں نظر آتے ہیں۔ انھوں نے قومی، ملّی اور منظر نگاری کے موضوعات پر بہترین نظمیں تخلیق کی ہیں۔ ان کی نظموں "شانِ دلبری"، "گفتگوئے بے زبانی" اور "بے خودی کی رمزیت" پر اقبال کے اسلوب کے اثرات ملتے ہیں۔ اقبال کی نظم کیفی کی نظم "باغِ دل" تراکیب اور موضوع کے اعتبار سے مماثلت کی حامل ہے۔ کیفی کی نظم "حسن فطرت" اور اقبال کی نظم "اخترِ صبح" کا موضوع بھی ایک جیسا ہے۔ اقبال کی نظم "ہمالہ" کا پرتو کیفی کی نظم "ایک منظر جگ بیتی" میں ملاحظہ کیجیے:

سہانی لغزشیں مستانہ آبشاروں کی
وہ والہانہ لٹک چال جوئباروں کی
تھیں سبز وادیاں پیروں میں سر پہ اونچے پہاڑ
لدی پھندی ہوئی پھولوں سے جھاڑیاں اور جھاڑ

وہ راگ چشموں کے اور وہ ترانے نہروں کے
کہ پانی پانی تھے نغمے ہزاروں لہروں کے
وہ جھٹ پٹا بھی انوکھا تھا کوہساروں کا
وہاں تھا ہونے کو اب رت جگا بہاروں کا(۱۸)

احمد علی شوق قدوائی کی نظم "لیل و نہار" مسدس کی ہیئت میں ہے اقبال کی نظم "شکوہ اور جواب شکوہ" سے مماثلت رکھتی ہے۔اقبال نے ایک نظم "ابرِ کہسار" کے عنوان سے لکھی ہے شوق کی بھی ایک نظم "برسات کی بہار" اسی موضوع سے متعلق ہے۔اقبال اور شوق کی نظموں میں فکر اور منظر کشی ایک جیسی ہے۔اقبال کی نظم "ابرِ کہسار" دیکھیے:

ہے بلندی سے فلک بوس نشیمن میرا
ابرِ کہسار ہوں گل پاش ہے دامن میرا
کبھی صحرا ، کبھی گلزار ہے مسکن میرا
شہر و ویرانہ مرا ، بحر مرا ، بَن میرا
کسی وادی میں جو منظور ہو سونا مجھ کو
سبزۂ کوہ ہے مخمل کا بچھونا مجھ کو(۱۹)

اب شوق کی نظم "برسات کی بہار" ملاحظہ کیجیے:

ہو چلے تالاب لبریز اور نہریں بھر چلیں
ندیاں اپنی حدوں سے بڑھ کے قبضہ کر چلیں
پیچ وخم کے ساتھ بہنے سے کھلا مستی کا حال
ندیاں چلتی ہیں میدانوں میں متوالوں کی چال(۲۰)

شوق کی یہ نظم "مثنوی کی ہیئت میں ہے اقبال کی نظم "جلوۂ حسن" اور شوق کی نظم "حسن" میں بھی مماثلت پائی جاتی ہے۔ دونوں نظمیں ترکیب بند ہیں۔سیماب اکبر آبادی نے بھی اقبال کی فکر سے ملتی ہوئی نظمیں لکھی ہیں۔انھوں نے سیاست، تہذیبی اقدار اور اخلاقیات پر بہترین نظمیں لکھیں دیگر معاصرین کی طرح ان کی نظمیں بھی وطنیت کے جذبے سے سرشار ہیں۔ان کی شاعری میں اقبال اور ان کے ہم عصر نظم نگاروں کی فکر کے اثرات واشتراکات ملتے ہیں۔اقبال نے ایک نظم "داغ" لکھی جب کہ سیماب اکبر آبادی نے بھی داغ پر ایک نظم "مرزا داغ" لکھی ہے۔دونوں نظموں کی تراکیب اور آہنگ ایک جیسا ہے۔سیماب کی نظموں کے عنوانات بھی اقبال کی نظموں کے عنوانات سے ملتے ہیں۔اقبال نے "سرگزشت آدم"، "دین وسیاست"، "سیاست"، "حضور رسالت مآب میں" کے عنوان

سے نظمیں لکھی ہیں جب کہ "سرگزشت"، "رسول کائنات" اور "بساط سیاست" سیماب کی نظموں کے عنوانات ہیں۔ اقبال کی نظم "داغ" ملاحظہ کیجیے:

اب کہاں وہ بانکپن ، وہ شوخیِ طرزِ بیاں
آگ تھی کافورِ پیری میں جوانی کی نہاں
تھی زبانِ داغ پر جو آرزو ہر دل میں ہے
لیلیٰ معنی وہاں بے پردہ ، یاں محمل میں ہے
اب صبا سے کون پوچھے گا سکوتِ گل کا راز
کون سمجھے گا چمن میں نالۂ بلبل کا راز(۲۱)

اب سیماب اکبر آبادی کی اقبال ہی کے موضوع پر لکھی نظم "مرزا داغ" کے یہ مصرعے دیکھیے:

بلبل شیریں نوا خود بن کے ملہم آ گیا
راز حسن و عاشقی اک بات میں سمجھا گیا
جس کا ہر نغمہ نشاط روح کا پیغام تھا
وہ نواسنج چمن ، سارے چمن پر چھا گیا
خاک دہلی ہوں تیری تقدیس پر لاکھوں سلام
تیرا اک ذرّہ ہزاروں بجلیاں چمکا گیا(۲۲)

علی حیدر نظم طباطبائی کی نظمیں موضوعاتی اعتبار سے اقبال کے افکار سے مماثلت رکھتی ہیں۔ مثلاً اقبال کی نظم "آفتابِ صبح" اور طباطبائی کی نظم "طلوع صبح" میں ایک جیسی تراکیب استعمال ہوئی ہیں۔ دونوں نظمیں فطرت نگاری کا عمدہ نمونہ ہیں۔ دونوں شعرا نے محاکات کا بے حد استعمال کیا ہے۔ طباطبائی نے اصلاح قوم کے لیے بھی نظمیں لکھی ہیں، ان کی نظم "خطاب بہ اہل اسلام" اقبال کی نظم "خطاب بہ جوانان اسلام" کا رنگ و آہنگ ایک سا ہے۔ طباطبائی کی اقبال کے افکار میں کہی گئی نظموں میں "پھول"، "بے ثباتی دنیا" اور "برسات کی فصل" زیادہ اہم ہیں۔

اقبال اور ان کے معاصرین کی نظموں میں وطن کے روشن مستقبل کے لیے خواب ملتے ہیں۔ ان کی شاعری میں خاک وطن کا بیان، عظمت ہند اور مناظر فطرت کی عکاسی ملتی ہے۔ اقبال اور معاصرین کی نظموں میں فطرت کے حسن اور اسلامی و ملی جذبات کی فراوانی ہے۔ یہ تمام شعرا صرف حسن فطرت کے عاشق نہیں تھے بل کہ تمام بنی نوع انسان کی بات کرتے تھے، وطن پرست تھے، وطن کا ہر ذرہ انھیں دیوتا دکھائی دیتا تھا۔ وہ مذاہب کی باہمی پیکار کو مٹانا چاہتے تھے۔ اقبال نے آغاز میں حسن و عشق اور مناظر فطرت پر نظمیں لکھیں اور

صبح و شام کے مناظر انتہائی دلکش انداز میں پیش کیے۔ ان کی اس طرح کی نظمیں "ہندوستانی بچوں کا قومی گیت"، "نیا شوالہ" اور "ترانۂ ہندی" قابلِ ذکر ہیں۔

سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا
ہم بلبلیں ہیں اس کی ، یہ گلستاں ہمارا(۲۳)

نادر کی نظم "دھرتی ماتا" میں اپنے وطن کی زمین کی تعریف و تحسین ملتی ہے:

اے مری دھرتی ماتا مائی
اے سارے سنسار کی دائی
بوڑھے بچے پالنے والی(۲۴)

ان شعرانے فطرت، حبِ وطن، سیاسی و سماجی مسائل، ماضی، قوم اور حسن و عشق کو ایک یکسانیت کے ساتھ موضوع بنایا ہے۔ ہیئتی حوالے سے ان شعرانے پابند، معرا، آزاد اور قطعات وغیرہ میں نظم نگاری کی ہے۔ انھوں نے مثنوی، مسدس، مخمس، مثلث، غزل مسلسل، ترجیع بند، ترکیب بند، قطعات اور دیگر اصناف میں نظم نگاری کی ہے۔ ان شعرانے آزاد، حالی اور اسماعیل سے بھی اثرات قبول کیے ہیں۔ اقبال اور دوسرے شعرا کی قومیت اور وطنیت کی شاعری خاص اہمیت کی حامل ہے۔ ان کے یہاں یہ تصور مذہبی عقائد کی بنیاد پر نہیں بل کہ قوم و وطن اور جغرافیائی حوالے سے ہے۔ یہ شعرا بھی اقبال کی طرح سارے ہندوستان کو وطن تصور کرتے تھے۔

اقبال اور ان کے ہم عصر نظم نگاروں نے وطن کی چاہت میں سہانے گیت گائے ہیں۔ ان کی شاعری میں مذہبی تعصب اور تنگ خیالی نظر نہیں آتی۔ ان شعرانے مشترکہ طور پر اتحاد و اتفاق میں ہندوستان کی خوشحالی سمجھا اور آزادی کے سہانے خواب دیکھے۔ ان نظم نگاروں کی نظموں میں خاکِ وطن کا بیان، عظمتِ ہند اور مناظرِ فطرت کی عکاسی ملتی ہے۔ اقبال اور ان کے ہم عصر نظم نگاروں نے فطرت نگاری، ماضی پرستی، حب الوطنی اور بچوں کے ادب کو یکساں موضوع بنایا ہے۔ ان کے یہاں اصلاحی، اخلاقی، سیاسی و سماجی شعور بھی یکساں ہے۔ ان شعرانے آزاد اور حالی کی "نیچرل شاعری" کی تحریک سے متاثر ہو کر اردو شاعری کو فطری جذبات و مشاہدات عطا کیے اور رومانوی طرزِ احساس اپناتے ہوئے مشاہداتِ فطرت، قومی، وطنی اور انفرادی جذبات کو نظم میں بیان کیا ہے۔

اقبال اور ان کے ہم عصر نظم نگاروں نے نئے کائنات اور فطرت کے سربستہ راز منکشف کیے۔ اقبال کے معاصرین نے شاعری سے وہی کام لیا جس کا آغاز حالی اور آزاد نے کیا۔ اقبال اور ان کے معاصر مسلم اور ہندو شعرا کی شاعری میں یکساں طور پر موضوعاتی مماثلت پائی جاتی ہے۔ نیز ان کی شاعری میں موضوع اور ہیئت کے حوالے سے مماثلت پائی جاتی ہے۔ ہر عہد کے اپنے رجحانات اور میلانات ہوتے ہیں۔ کچھ شعرا کے یہاں موضوعاتی اشتراکات اقبال سے براہِ راست متاثر ہونے کی وجہ سے بھی ملتے ہیں۔ اقبال اور ان کے معاصرین کی شاعری میں پیغام اور تبلیغ کا عنصر نمایاں نظر آتا ہے۔ ان کے تخیل اور افکار میں بدرجہ اتم مماثلت پائی جاتی ہے۔

حوالہ جات

1. محمد اقبال، علامہ، کلیاتِ اقبال اردو (لاہور: الحمد پبلی کیشنز ۱۹۹۹ء)، ص: ۵۷
2. معین الدین عقیل، ڈاکٹر، کلامِ نیرنگ، (کراچی: مکتبۂ اسلوب، ۱۹۸۳ء)، ص: ۱۸۵
3. محمد اقبال، علامہ، کلیاتِ اقبال اردو (لاہور: الحمد پبلی کیشنز ۱۹۹۹ء)، ص: ۱۴۹، ۱۵۰
4. معین الدین عقیل، ڈاکٹر، کلامِ نیرنگ، (کراچی: مکتبۂ اسلوب، ۱۹۸۳ء)، ص: ۱۶۵
5. عبدالقادر سروری، جدید اردو شاعری، (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۶۷ء)، ص: ۲۴۹
6. محمد اقبال، علامہ، کلیاتِ اقبال اردو (لاہور: الحمد پبلی کیشنز ۱۹۹۹ء)، ص: ۱۸۶
7. ظفر علی خاں، نگارستان، (لاہور: مکتبہ کارواں، ۱۹۶۳ء)، ص: ۳۴
8. سید عبداللہ، ڈاکٹر، چند نئے اور پرانے (لاہوڑ: اردو مرکز، ۱۹۶۵ء)، ص: ۱۶۸
9. محمد اقبال، علامہ، کلیاتِ اقبال اردو (لاہور: الحمد پبلی کیشنز ۱۹۹۹ء)، ص: ۱۳۲
10. پنڈت برج نرائن چکبست، کلیاتِ چکبست (بمبئی: ساکار پبلشرز، ۱۹۸۱ء)، ص: ۲۷۳
11. عبدالشکور، دورِ جدید کے چند منتخب ہندو شعرا (کتاب خانۂ دانش محل، ۱۹۴۳ء)، ص: ۴۳
12. محمد اقبال، علامہ، کلیاتِ اقبال اردو (لاہور: الحمد پبلی کیشنز ۱۹۹۹ء)، ص: ۷۰
13. عبدالشکور، دورِ جدید کے چند منتخب ہندو شعرا (کتاب خانۂ دانش محل، ۱۹۴۳ء)، ص: ۶۰
14. محمد اقبال، علامہ، کلیاتِ اقبال اردو (لاہور: الحمد پبلی کیشنز ۱۹۹۹ء)، ص: ۷۸
15. تلوک چند محروم، گنجِ معانی (لاہور: میسرز عطر چند کپور اینڈ سنز، ۱۹۳۲ء)، ص: ۱۷۲
16. محمد اقبال، علامہ، کلیاتِ اقبال اردو (لاہور: الحمد پبلی کیشنز ۱۹۹۹ء)، ص: ۱۵۰
17. تلوک چند محروم، گنجِ معانی (لاہور: میسرز عطر چند کپور اینڈ سنز، ۱۹۳۲ء)، ص: ۱۸۴
18. عزیز احمد، آل احمد سرور، انتخاب جدید، (کراچی: انجمن ترقی اردو اکستان، ۱۹۵۸ء)، ص: ۲۲۷
19. محمد اقبال، علامہ، کلیاتِ اقبال اردو (لاہور: الحمد پبلی کیشنز ۱۹۹۹ء)، ص: ۲۶
20. شوق قدوائی، دیوانِ شوق، (گونڈہ (ابدا): مقبول المطابع، ۱۳۴۷ھ)، ص: ۶۰
21. محمد اقبال، علامہ، کلیاتِ اقبال اردو (لاہور: الحمد پبلی کیشنز ۱۹۹۹ء)، ص: ۷۴
22. سیماب اکبر آبادی، کارامروز، (آگرہ: قصر الادب، ۱۹۳۴ء)، ص: ۱۳۸
23. محمد اقبال، علامہ، کلیات اقبال اردو، (لاہور: الحمد پبلی کیشنز، مارچ ۱۹۹۹ء)، ص: ۶۹
24. نادر کاکوروی، جذبات نادر، (کراچی: سندھ اردو اکیڈمی، ۱۹۶۱ء)، ص: ۱۱۵